

وَقْتُ دُعَاہِ!

مولانا محمد شفیع چترالی

ملک کے شمالی علاقے ایک بار پھر قدرت کی آزمائش سے دوچار ہیں۔ تین ماہ قبل عید الفطر کے موقع پر ان علاقوں بالخصوص چترال میں تباہ کن سیلاب آیا تھا جس سے بڑے پیمانے پر نقصانات ہوئے تھے۔ اُن دنوں میں چترال میں تھا، ہم کیلاش ویلی کے لیے امدادی سامان کی ترسیل کے سلسلے میں چترال کی مشہور علمی و روحانی ہستی مولانا مستجاب خان رحمہ اللہ کے گاؤں ایون گئے۔ وہاں کے مقامی دوستوں اور علماء نے بتایا کہ اس گاؤں میں ایک انتہائی نیک پارسا خاتون رہتی ہیں، یہ خاتون رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف میں بیٹھی تھیں، اس دوران انہوں نے کوئی خواب دیکھا تھا اور پیشگوئی کی تھی کہ ملک میں پہلے بڑے پیمانے پر سیلاب آئے گا اور کچھ عرصے بعد ایک بڑا زلزلہ بھی آئے گا، لہذا لوگ توبہ و استغفار اور رجوع الی اللہ کا اہتمام کریں۔ پیر کے روز ملک کے بالائی حصوں میں شدید زلزلے کی خبر سنتے ہی مجھے یہ بات یاد آگئی، کیا اس خاتون کا یہ خواب محض ایک خواب تھا اور کیا اس خواب کا پورا ہو جانا محض ایک اتفاق ہے؟

اب ۲۶ اکتوبر ۲۰۱۵ء پیر کے روز پاکستان، بھارت اور افغانستان کے شمالی علاقوں میں تاریخ کے تباہ کن زلزلے میں بڑے پیمانے پر جانی و مالی نقصانات کی اطلاعات ملی ہیں۔ ابتدائی اطلاعات کے مطابق سب سے زیادہ نقصانات پاکستان کے صوبہ خیبر پختونخوا بالخصوص مالاکنڈ ڈویژن میں ہوئے ہیں اور ملک کا اکثر حصہ زلزلے کی زد میں آیا ہے۔ سینکڑوں افراد جاں بحق، ہزاروں زخمی ہوئے ہیں، جب کہ ہزاروں مکانات بھی زمین بوس ہو گئے ہیں۔ یوں اکتوبر ۲۰۱۵ء کے زلزلے کو ٹھیک ۱۰ برس مکمل ہونے کے کچھ ہی دن بعد قوم کو ایک بار پھر ایک بڑی آزمائش کا سامنا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ملک کے اکثر حصوں میں آنے والے اس شدید اور تباہ کن زلزلے نے پوری قوم کو ہر طرح سے ہلا کر رکھ دیا ہے۔

اس قدر ترقی یافتہ کے نتیجے میں سینکڑوں افراد کی ہلاکت انتہائی قابل افسوس امر ہے اور جو

کسی چیز سے بالکل ناامید ہو جانا اس کی طلب میں ذلت اٹھانے سے بہتر ہے۔ (حضرت علی المرتضیٰؑ)

ہزاروں افراد اس سے متاثر ہوئے ہیں وہ بھی ہر طرح کی ہمدردی، تعاون اور امداد کے مستحق ہیں۔ اس عظیم سانحے پر قوم کا بچہ بچہ افسردہ اور سوگوار ہے اور اس امر میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان کے عوام اکتوبر ۲۰۰۵ء کے زلزلے کی طرح اس سانحے کی شدت و سختی کو بھی جلد فراموش نہیں کر سکیں گے۔ تاہم جیسا کہ ظاہر و معلوم ہے کہ دنیا کے مختلف خطوں میں قدرتی آفات کا نزول پہلے بھی ہوتا رہا ہے اور آئندہ بھی ہوتا رہے گا۔ ان آفات کی کچھ ارضیاتی، سائنسی، طبعی و جوہر بھی ہو سکتی ہیں جو کہ درحقیقت سبب کے درجے میں ہیں اور اصل قوت جو کائنات میں وقتاً فوقتاً ظہور پذیر ہونے والی ان آفات اور بلاؤں کے پیچھے کا فرما ہوئی ہے وہ قدرت کا وہ ابدی تکوینی نظام ہے جس کی کوئی توجیہ و تاویل انسانی دائرہ فکر و نظر سے ماوراء ہوتی ہے۔ دورِ حاضر میں انسانی ذہن کے تمام تر ارتقاء، سائنس و ٹیکنالوجی کی تمام تر ترقی اور ایجاد و اختراع میں خیرہ کن پیش رفت کے باوجود آج بھی دنیا کے کسی بھی حصے میں زلزلوں اور دیگر قدرتی آفات کے وقوع کو روکا جاسکتا ہے، نہ ان سے ہونے والے نقصانات کو بہت زیادہ کم کیا جاسکتا ہے۔

اسلام ہمیں آفات و بلیات کی آزمائش کے وقت صبر و تحمل سے کام لینے، نظم و ضبط قائم رکھنے، اپنے اعصاب اور حواس پر قابو رکھنے اور رجوع الی اللہ کی تلقین کرتا ہے۔ بحیثیت قوم یہ ہمارا امتحان ہے کہ ہم اس آزمائش کے موقع پر کس قدر صبر، ہمت اور حوصلے کا مظاہرہ کر پاتے ہیں اور اس کے مزید نقصانات سے جانبر ہونے کے لیے کیا کچھ اقدامات کرتے ہیں۔ اس طرح کے مواقع میں ہمارے آس پاس میں ایک دوسرے کے لیے اور خصوصاً متاثرہ افراد کے لیے جذبہ تعاون، ہمدردی اور ایثار کا بھی امتحان ہوتا ہے۔ جو نقصان ہونے لگے وہ ہو چکے اور قدرت کے تکوینی نظام میں ہماری قسمت میں جو مزید نقصان لکھے ہوں گے، ان کو بھی ہم نہیں روک سکتے، لیکن اسباب کے درجے میں ہم اب ایک دوسرے کے دکھ بانٹنے اور بالخصوص متاثرہ خاندانوں کو مزید مشکلات میں مبتلا ہونے سے بچانے کے لیے اپنے دائرہ اختیار میں کام کرنے کی کوشش ضرور کر سکتے ہیں اور اسی کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔

سب سے پہلے تو پوری قوم اور بالخصوص ہماری وفاقی، صوبائی اور نو منتخب مقامی حکومتوں کا فرض ہے کہ وہ متاثرہ افراد کی بحالی، جاں بحق ہونے والوں کی تجہیز و تکفین، زخمیوں کے علاج معالجے اور بے گھر ہونے والے افراد کو ریلیف پہنچانے کے سلسلے میں کسی قسم کی کوتاہی کا مظاہرہ نہ کریں۔ ابتدائی اطلاعات کے مطابق حکومت اور پاک فوج نے متاثرہ علاقوں میں امدادی کارروائیاں شروع کر دی ہیں اور مواصلات کا نظام بحال کرنے کی جدوجہد بھی جاری ہے۔ تاہم جس بڑے پیمانے پر نقصانات ہوئے ہیں ان کے پیش نظر حکومت اور پاک فوج کو امدادی کام کا دائرہ بڑھانے کے لیے ہر ممکن اقدامات کرنے ہوں گے، اس سلسلے میں تباہ شدہ عمارتوں کے طبعے میں پھنسے ہوئے

افراد کو نکالنے پر سب سے پہلے توجہ دینے کی ضرورت ہے، تاکہ مزید جانی نقصانات سے بچا جاسکے۔ متاثرہ علاقوں میں کسی قسم کی افراتفری نہیں ہونے دینی چاہیے۔ ساتھ ساتھ ملکی و غیر ملکی امدادی اداروں، این جی اوز اور وفاقی تنظیموں کو بھی اس موقع پر دکھی انسانیت کی خدمت سے پیچھے نہیں رہنا چاہیے اور متاثرہ عوام تک بروقت رسائی اور ان کی ہر ممکن مدد کر کے انسان دوستی کا ثبوت دینا چاہیے۔ تازہ سانحے کے بعد متاثرہ افراد کی امداد اور بحالی کی صورت حال اس بات کا تعین کرے گی کہ ہم نے بحیثیت قوم ۱۰ برس قبل آنے والے زلزلے سے کیا سبق حاصل کیا اور قدرتی آفات سے نمٹنے کی ہماری صلاحیت کس حد تک بہتر ہوئی ہے۔

علاوہ ازیں لوگ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان اور آسمانی نظام پر یقین رکھتے ہیں، ان کو یہ باور کرانے کی ضرورت نہیں کہ اس طرح کی قدرتی آفات عام طور پر خداوند کائنات کی طرف سے انسانوں کے لیے ایک امتحان کے ساتھ، ایک تنبیہ اور زجر کا پیغام بھی ہوتی ہیں۔ قرآن حکیم میں صاف لفظوں میں بتایا گیا ہے کہ بحرور کے نظام میں جب بھی فساد اور خرابی آتی ہے انسانوں کے اعمال کی وجہ سے آتی ہے۔ اسی طرح جناب نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث مبارک کا مفہوم ہے کہ جب معاشرے میں حرام خوری، نفس پروری، بے حیائی، بدکاری، فسق و فجور اور کباہت عام ہوں گے اور ناعاقبت اندیش لوگ اقتدار کے اعلیٰ کے مناصب پر فائز کیے جائیں گے تو زمین پر زلزلوں اور دیگر آفات و بلیات کا نزول بھی زیادہ ہو جائے گا۔

بنابریں اس سانحے کے بعد سب سے زیادہ چیز جس پر غور اور عمل کرنے کی ضرورت ہے یہ ہے کہ ہم اپنی انفرادی اور اجتماعی کوتاہیوں، گناہوں اور لغزشوں پر اللہ کے حضور استغفار کریں اور آئندہ کے لیے اس عہد کی پاسداری کرنے کا عزم کر لیں جو ہم نے اس ملک کے حصول کے وقت اللہ سے کیا تھا کہ ہم اس خطے میں اسلام کی تعلیمات کا بول بالا کریں گے اور اپنی زندگیاں شریعت محمدیہ (ﷺ) کے سانچے میں ڈھال کر ایک غیور، خوددار، آزاد اور خود مختار مسلمان قوم کی حیثیت سے دنیا میں اپنی شناخت قائم کر لیں گے، چنانچہ آزمائش کے ان لمحات میں ہمیں اپنی ذاتی زندگیوں کے علاوہ بحیثیت قوم اپنی اب تک کی پالیسیوں، اقدامات اور طرز عمل پر بھی ایک نظر دوڑانا ہوگی اور یہ دیکھنا ہوگا کہ ہم سے کہاں کہاں لغزشیں ہوئیں؟ اور ہم نے کہاں کہاں صراطِ مستقیم سے اعراض کیا؟ اس سے ہمیں اس سانحے سے بہتر طریقے سے نمٹنے میں بھی آسانی ہوگی اور شاید یہ آئندہ کے لیے اس طرح کے سانحات سے ہمیں بچانے کا بھی ذریعہ بنے۔ ہمارے ذرائع ابلاغ اور معاشرے کی تعلیم و تربیت سے متعلق اداروں کو بھی اس موقع پر اپنے کردار و عمل کا محاسبہ کرنا چاہیے کہ زلزلے کا پیغام یہ ہے:

زمین کے سر بفلک باسیو! حدوں میں رہو
کہ کوئی اور بھی رہتا ہے اس جہاں سے ورے